

## عہد وسطیٰ کے برصغیر میں علم اصول فقہ کا ارتقاء

### Development of Principles of Jurisprudence in Medieval Sub-Continent

☆ ڈاکٹر فاروق حسن ☆

#### ABSTRACT

The light of Islam reached the Sub-Continent in the life time of the Prophet (ﷺ). Soon afterward companions of the Prophet (ﷺ) is said to have arrived here. The 1st mosque in the Sub-Continent was built in 629AD (8 Hijra), this was the 1st Islamic school too. History of compilation of Usul al fiqh started in the last two decades of 1st Islamic century. Since the beginning of compilation of Usul al fiqh till today, the work has been going on in various languages and regions in different forms poetry & prose, brief & detailed. Ulema of Sub-Continent contributed in their best capabilities with sincerity. They traveled far and wide for seeking knowledge of Usul al fiqh. Some of them returned to the Sub-Continent, later on it so happened that some eager students, thirsty for knowledge of Usul al fiqh came to Sub-Continent. Some Ulema settled in other countries permanently, contributing to this field. Some emperors and kings gave patronage to the scholars which helped in the progress of Usul al fiqh.

The paper discusses the period from the life of the Prophet (ﷺ) up to 10th Century Hijra in chronological order and discusses the written contribution (not oral) of scholars and jurists of Sub-Continent only.

---

☆ اسٹنٹ پروفیسر، ہیومنٹیٹیز ڈیپارٹمنٹ، این ای ڈی انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی، کراچی، پاکستان۔

سرور کونین ﷺ کی بعثت کے بعد چند سالوں میں اسلام برصغیر میں داخل ہو گیا تھا شاید برصغیر کی پہلی مسجد اور پہلا اسلامی مدرسہ کیرالہ میں ہو۔ فن اصول فقہ کی تدوین کی تاریخ پہلی صدی ہجری کے آخری دو عشروں سے شروع ہوتی ہے۔ اس فن پر تدوین کی تاریخ سے عصر حاضر تک مختلف ادوار میں مختلف زبانوں اور علاقوں میں منظوم و منثور، مختصر و مطول تصنیف و تالیف کا کام ہوتا رہا۔ برصغیر کے علماء و فقہاء بھی بساط کے مطابق انتہائی نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ اس علم کی خدمت میں لگے رہے اور گرانقدر خدمات انجام دیں۔ برصغیر کے علماء نے اصول فقہ اور دوسرے دینی علوم کے حصول کے لیے دوسرے ممالک کے اسفار کیے اور مشائخ سے اکتساب کیا اور کچھ نے دیار غیر میں ہی سکونت اختیار کر کے وہیں علم اصول فقہ کی خدمت میں مشغول ہو گئے اور کچھ واپس ہندوستان لوٹ آئے اور بعد میں ایسا بھی ہوا کہ دوسرے ممالک سے تشنگان علم اس فن کو سیکھنے کیلئے برصغیر کا رخ کرنے لگے۔ بعض سلاطین و بادشاہوں نے بھی علماء و فقہاء کی پذیرائی کی اور فقہ و اصول الفقہ میں خصوصی دلچسپی لی اس سے بھی اس فن کے فروغ میں مدد ملی اس مضمون میں عہد رسالت تا اب اسے دسویں صدی ہجری تک کے ان علماء و فقہاء کرام کی اصول فقہ میں خدمات کا تاریخ و فوات کی زمری ترتیب کے لحاظ احاطہ کیا گیا ہے جن کا تعلق برصغیر سے تھا اور ان کی کسی تصنیف و تالیف کے بارے میں ہمیں اطلاع ہو سکی۔

بعثت محمدی ﷺ کے وقت شمالی ہند پر راجہ ہرشن وردھن (متوفی ۶۴۷ء) کی حکومت تھی وہ ۶۰۶ء میں تخت نشین ہوا اس کی سلطنت میں اسام، سندھ اور ہمالیہ وغیرہ شامل تھے (۱) بیان کیا جاتا ہے کہ راجہ بھوج یا بھوجپال نے شق القمر ہوتے دیکھا جو برصغیر میں اسلام کی آمد کا ابتدائی سبب بنا (۲)۔ اور شاید برصغیر کی پہلی مسجد ”چیرامن پیرال جامع مسجد“ ہو جو کیرالہ میں (۶۹۲ء/۸ھ میں) وہاں کے راجہ نے تعمیر کی تھی اور ممکن ہے کہ یہی پہلا دینی مدرسہ ہو (۳)۔ کیرالہ کا راجہ پیرومل جو کچھ مدت تک نبی کریم ﷺ کا معاصر مانا جاتا ہے مگر دوسری طرف یہ بھی کہا گیا ہے کہ راجہ پیرومل اور اس کے اصحاب و امراء نے تقریباً ۲۱۰ھ (۸۲۵ء) میں اسلام قبول کیا تھا (۴)۔ بہر حال یہ واضح ہے کہ پیغمبر اسلام کی بعثت کے بعد چند سال کے اندر ہی اسلام اس برصغیر میں داخل ہو گیا تھا (۵)۔ البلاذری (متوفی ۲۷۹ھ) نے ”فتوح السنہ“ کے نام سے عنوان قائم کر کے بتایا کہ سندھ کو سرکاری طور پر اسلامی مملکت میں شامل کرنے کی کوششوں کا آغاز سیدنا عمرؓ کے زمانے میں ہوا اور پھر جب سیدنا عثمان غنیؓ نے عہد خلافت میں حکیم بن جبلة العبدی کی سربراہی میں ایک وفد سمندر کے راستے سندھ و بلوچستان کے حالات کا بنظر غائر جائزہ لیکر واپس گیا تو خلیفہ کو آنکھوں دیکھا حال اس طرح بیان کیا:

”ماؤھا وشل وثمرھا دفل ولسھا بطل، وان قل الجیش فیھا ضاعوا وان کثروا جاعوا“ (۶)  
 (پانی کم، پھل ردی، چور بے باک، چھوٹا لشکر ہو تو ضائع ہو جائے گا اور بڑا ہو تو بھوک سے مر جائے گا)۔  
 ہندوستان میں بھی متعدد صحابہ کرام شریف لائے (۷)۔ بعثت نبوی کے وقت بہت سے ہندی تاجر اور صنّاع  
 (ہنرمند) عرب کے ساحلی اور انتہائی اندرونی علاقوں میں بھی دکھائی دیتے ہیں (۸) محمد بن قاسم کی (۱۲ھ) میں  
 برصغیر آمد سے سندھ سرکاری طور پر اسلامی مملکت میں شامل ہو گیا جبکہ اسلام کی آمد عہد رسالت میں ہو چکی  
 تھی اور پھر یہ علاقہ تقریباً تین سو برس تک بالواسطہ اور بلاواسطہ خلفاء یا عربوں کے زیر اثر رہا۔

دوسری صدی ہجری سے لیکر ۶۴۴ھ تک کے وہ اصولیین جن کا تعلق برصغیر سے تھا ان کے بارے میں  
 معلومات حاصل نہیں ہو سکیں کیونکہ بقول اشتیاق حسن ”مسلمانان ہند کے اخبار و احوال تاریخی ادب میں اپنا صحیح  
 مقام حاصل نہیں کر سکے ہیں“ (۹) برصغیر میں علمی سرگرمیوں کا اندازہ کئی باتوں سے لگایا جاسکتا ہے مثلاً سندھ،  
 منصورہ (بھکر) ملتان اور ان کے اطراف میں عربی اور سندھی زبانیں بولی جاتیں تھیں اور یہاں عرب موجود تھے  
 اور وہ ہندوستان کی مقامی زبانوں سے واقف تھے (۱۰)۔ کشمیر کے راجہ مہروگ بن رائق نے ۲۷۰ھ میں منصورہ  
 کے بادشاہ عبداللہ کو لکھا کہ وہ اسلام کی شریعت کے بارے میں بتائے تو عبداللہ نے منصورہ سے ایک عراقی  
 کو جو شاعر تھا اور اس نے ہندوستان میں نشوونما پائی تھی اور اہل ہند کی مختلف زبانوں سے واقف تھا اسے  
 کشمیر کے راجہ کے پاس شریعت سکھانے بھیجا اور پھر اسی عراقی نے راجہ کے حکم پر قرآن کا ہندی زبان میں  
 ترجمہ کیا (۱۱)۔ بغدادی سیاح اصطخری جو یہاں ۳۴۰ھ میں آیا (۱۲) اور ابن حوقل (جن کا زمانہ ۳۵۸-۳۳۱ھ  
 ہے) نے اپنے سفر نامے (۱۳) میں لکھا کہ منصورہ (موجودہ بھکر واقع سندھ) اور ملتان اور ان کے اطراف کی  
 زبان عربی اور سندھی ہے۔ بشاری مقدسی ۳۷۵ھ/۹۸۵ء میں ہندوستان آئے اور دیہل (ٹھٹھہ) کی بندرگاہ  
 کی منظر کشی اس طرح کی ”دیہل (ٹھٹھہ) سمندر کے ساحل پر ہے اکثر غیر مسلم (کفار) ہیں سمندر کا پانی شہر کی  
 دیوراوں سے آکر لگتا ہے۔ سب سوداگر ہیں ان کی زبان سندھی اور عربی ہے“ (۱۴)۔ سندھ کے شہروں میں بھی  
 جہاں عرب نوآبادیاں قائم ہو گئیں تھیں عربی اور سندھی بولی جاتی تھیں۔ ملتان کو اسلامی ثقافت کے مرکز کی  
 حیثیت رہی اور یہی بات دیہل کے بارے میں بھی صحیح ہے۔ جہاں بہت سے مسلم علماء پیدا ہوئے (۱۵)۔ سندھ  
 بھی اسلامی ثقافت کا مرکز رہا جہاں امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ بہت سے شعراء، علمائے دین اور فضلائے  
 علوم و فنون پیدا ہوئے (۱۶)۔ دوسری طرف جب لاہور بھی فتح نہیں ہوا تھا اس زمانے میں بھی سلطان  
 (محمود) کے دربار میں عرب و عجم اور ہند کے فضلاء پہلو پہلو بیٹھتے تھے (۱۷)۔ جس وقت ایلٹیمش دہلی کے تخت

پر بیٹھا تھا اس زمانے میں صدہا علماء و مشائخ وسط ایشیاء کے حالات سے بد دل ہو کر ہندوستان آرہے تھے (۱۸)۔ نزہۃ الخواطر میں ہند کے چھٹی اور ساتویں صدی ہجری کے متعدد علماء کا تذکرہ ملتا ہے جو فن اصول فقہ میں ید طولی رکھتے لیکن ان کی اصول فقہ میں کسی کتاب کی نشاندہی نہیں کی گئی۔ مثلاً محمد بن عثمان جوزجانی (متوفی ۵۹۰ھ) (۱۹) قاضی بنس الدین صراخی (متوفی ند) (۲۰) مولانا صمصام الدین فرغانی (متوفی ند) (۲۱) مولانا منہاج الدین ترمذی (متوفی ند) (۲۲) نظام الدین فرغانی (متوفی ۶۴۱ھ بعدہ) (۲۳) قاضی وجیہ الدین کاشاکی (متوفی ند) (۲۴) خلجی عہد (۱۲۹۰ء-۱۳۳۱ء) اور تغلق عہد (۱۳۳۱ء-۱۴۱۲ء) میں فقہ و اصول فقہ کو زیادہ اہمیت حاصل رہی (۲۵)۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوسری صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری کے وسط تک کے زمانے میں اصول فقہ پر یقیناً کام ہوا ہوگا لیکن ان کی ہمیں اطلاع نہیں ہو سکی۔ ہماری محدود معلومات کے مطابق برصغیر کے پہلے اصولی صنفی الدین الشافعی ہیں جن کی اصول فقہ پر کتابیں موجود ہیں۔ شیخ صنفی الدین محمد بن عبدالرحیم بن محمد الہندی الشافعی (۶۴۴ھ-۷۱۵ھ/۱۲۴۶-۱۳۱۵ء) دہلی میں پیدا ہوئے اور دمشق میں وفات پائی۔ وہ ایک پایہ کے فقیہ و اصولی اور مذہباً اشعری تھے۔ ہندوستان میں اپنے نانا سے تعلیم حاصل کی اور پھر وہ حصول علم کے لیے ۲۳ سال کی عمر میں ہندوستان سے باہر نکلے اور یمن پہنچے اس وقت یمن میں الملک المظفر کی حکومت تھی وہ ان کے علم و استعداد سے اتنا متاثر ہوا کہ اکرمہ و أعطاه تسع مائۃ دینار (۲۶) (اس نے ان کا بڑا اکرام کیا اور نو سواشرافیاں پیش کیں) اور پھر انہوں نے حجاز، قاہرہ، روم، بقونیہ، سیواس، قیصرایہ اور دمشق کے علمی اسفار کئے۔ بلاد روم میں شارح المحصول للرازی، سراج الدین محمد ابوبکر الارموی (۵۹۴ھ-۶۸۲ھ)، صاحب التحصیل کی شاگردی اختیار کر کے فن اصول فقہ میں کمال حاصل کیا۔ عبدالحمید ابوزنید نے شیخ سراج الدین الارموی کی ”التحصیل“ کے تحقیقی مقدمہ میں اس کتاب سے مستفید ہونے والے مشہور اصولیین کے ناموں میں صنفی الدین الہندی کا بھی تذکرہ کیا ہے (۲۷)۔

صنفی الدین الہندی کی اصول فقہ میں خدمات ناقابل فراموش ہیں انہوں نے اصول فقہ میں کتابیں لکھنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ عرب شاگردوں کی ایک ایسی جماعت تیار کی جنہوں نے فن اصول فقہ کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ صنفی الدین الہندی کے بعض تلامذہ کے اسماء گرامی و خدمات جنہوں نے اصول فقہ میں خدمات انجام دیں اور انہیں شہرت حاصل ہوئی۔ صدر الدین محمد بن عمر بن علی بن عبدالصمد بن عطیہ، ابن وکیل، ابن مرحل الشافعی (۶۶۵ھ-۷۶۱ھ/۱۲۶۶-۱۳۱۶ء)۔ ان کی ولادت ووفات دمیاط میں ہوئی۔ صنفی الدین الہندی کے یہ شاگرد اپنے زمانے کے واحد شافعی عالم تھے جو شیخ ابن تیمیہ

” سے ہر وقت مناظرہ کرنے پر تیار رہتے شیخ ابن تیمیہ نے ان کی تعریف کی ہے اور ان کے علمی تفوق کی شہادت دی ہے۔ علم اصول فقہ کی طرف ان کی رجحان سازی شیخ صفی الدین ہندی نے کی پھر انہوں نے کتاب الاشباہ والنظائر اور شرح الحکام لعبدالحق تالیف کیں یہ دونوں کتابیں ان کے حدیث، فقہ اور اصول میں تبحر علمی پر دلالت کرتی ہیں (۲۸)۔ شیخ ابن قیم الجوزیہ حنبلی (متوفی ۷۵۱ھ)۔ یہ بھی شیخ صفی الدین ہندی کے تلامذہ کی فہرست میں شامل ہیں۔ شیخ ابن قیم جوزی اصول فقہ میں شہرہ آفاق کتاب ”اعلام الموقعین عن رب العالمین“ کے بھی مصنف ہیں۔ دمشق کے علماء اس ہندی عالم کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام سبکی لکھتے ہیں: ”روی عنہ شیخنا الذہبی“ (ہمارے استاد الذہبی ان (صفی الدین) سے روایت کرتے ہیں) یعنی امام صفی الدین ہندی شیخ الذہبی کے بھی استاد تھے (۲۹)۔

نہایۃ الوصول الی علم الاصول اس کتاب کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) نے ”المحصول فی علم الاصول“ تالیف کی۔ شیخ صفی الدین نے ”نہایۃ الوصول الی علم الاصول“ کے نام سے اس کی شرح لکھی جو تین مجلدات پر مشتمل تھی۔ اور اب یہ شرح ”نہایۃ الوصول فی درایۃ الاصول“ کے نام سے صالح بن سلیمان الیوسف اور دکتور سعد بن سالم الشریح کی تحقیق کے ساتھ ۸ مجلدات میں مکة المکرمہ، المکتبۃ التجاریہ (سنہ ند) سے چھپ چکی ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ بعد کے اصولیین نے اس کتاب سے خوب استفادہ کیا جیسے امام محمد بن علی الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے بہت سے مقامات میں صفی الدین ہندی کی ”نہایۃ الوصول الی علم الاصول“ سے نقل کیا ہے۔ امام شوکانی نے امام رازی کی ”المحصول“ سے بھی بھرپور استفادہ کیا اور کبھی تو ایک ہی وقت میں وہ ایک صفحہ سے بھی زیادہ نقل کر لیتے ہیں جیسا کہ ”حجیۃ الاجماع“ کی بحث میں نظر آتا ہے (۳۰) اس کے علاوہ الرسالہ السنیسیہ فی الاصول (۳۱) بھی تالیف کیا۔ مناظر احسن گیلانی امام سبکی کا قول نقل کرتے ہیں ”ومن تصانیفہ فی علم الکلام الزبدہ وفی الاصول الفقہ النہایۃ والفائق والرسالۃ السبعیۃ وکل مصنفاۃ حسنۃ جامعۃ لاسیما النہایۃ“ (ان کی کتابوں میں سے ایک زبدہ نامی کتاب علم کلام میں ہے اور ”النہایۃ“ اور ”الفائق“ اصول فقہ میں، ”رسالہ سبعیہ“ بھی ان کی ایک کتاب ہے بہر حال ان کی ساری کتابیں بہت اچھی اور جامع ہیں خصوصاً ”النہایۃ“ (۳۲)۔ امام سبکی کے اس بیان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ”الفائق“ نامی کتاب بھی اصول فقہ میں انہوں نے لکھی تھی۔ ”نزہۃ

الخواطر“ میں بچنہ بھی عبارت موجود ہے جس کے قائل عبدالحی ہیں اور لکھا ہے ”وصنف فی اصول الدین“ الزبدة“ وفی اصول الفقه ”النهاية“ ”والفائق“ والرساله السبعية“ (۳۳)۔

عبداللہ بن محمد حسینی شیخ جمال الدین دہلوی (متوفی ۷۵۰ھ) معروف بہ ”نقرہ کار“ کا تعلق بھی برصغیر سے تھا وہ اپنے زمانے کے مشہور عالم و اصولی تھے۔ انہوں نے صدر الشریعہ الامیر (متوفی ۷۴۷ھ) کے متن ”التنقیح“ کی شرح لکھی (۳۴) اور پھر زین العابدین قاسم ابن قطلوبغا حنفی (متوفی ۸۷۹ھ) نے اس پر حاشیہ لکھا (۳۵)۔ مولانا معین الدین عمرانی دہلوی (متوفی ۷۲۵ھ تا ۷۵۲ھ) سلطان محمد تغلق کے عہد کے مشہور عالم و اصولی تھے اور سلطان محمد تغلق نے انہیں شیراز بھیجا تھا تاکہ وہ قاضی عضد الدین صاحب موافق کو ہندوستان آنے کی دعوت دیں۔ محمد بن تغلق نے بہت سے صوفیوں اور عالموں کو دولت آباد منتقل کیا تھا (۳۶)۔ دہلی کے لوگ ان کی شاگردگی کو فخر سمجھتے تھے (۳۷)۔ نزہۃ الخواطر میں اس طرح مذکور ہے ”وللعمرانی مصنفات جلیلة منها شروح وتعلیقات علی کنز الدقائق والحسامی ومفتاح العلوم“ (۳۸) (عمرانی کی چند بلند پایہ کتابیں جن میں کنز الدقائق، حسامی، ومفتاح العلوم کی شروح و تعلیقات بھی ہیں) اور تذکرۃ المصنفین (۳۹) اور حدائق الحنفیہ (۴۰) میں بھی یہی مذکور ہے کہ انہوں نے حسام الدین الاحمیشی کی کتاب ”المنتخب الحسامی“ پر حاشیہ لکھا تھا۔ جبکہ پروفیسر خلیق احمد نظامی کی کتاب کے حاشیہ پر اس طرح مذکور ہے ”مولانا معین الدین عمرانی نے تلوح، حسامی، کنز الدقائق اور منار کی شرحیں لکھیں صرف حاشیہ علی التلویح کا ایک نسخہ ندوہ کے کتب خانے میں موجود ہے“ (۴۱)۔ مظہر بقا نے زبید احمد کے حوالے ان کے حاشیہ علی المنار کا بھی تذکرہ کیا ہے (۴۲)۔

سراج الدین ابو حفص عمر بن اسحاق بن احمد اشبلی الہندی الغزنوی المصری (۷۰۴ھ-۷۷۳ھ / ۱۳۰۴ء-۱۳۷۱ء) کی ولادت دہلی میں ہوئی اور مصر میں وفات پائی۔ وہ فقیہ، اصولی، نظار اور متصوف تھے۔ امام وجیہ الدین دہلوی سے تعلیم حاصل کی اور پھر ۷۴۰ھ میں مصر تشریف لے گئے۔ وہاں قاضی عسکر بنائے گئے اور پھر ایک مستقل حنفی قاضی کی حیثیت سے خدمات انجام دینے لگے۔ سلطان حسن کے یہاں اعلیٰ قدر و منزلت رکھتے تھے اپنی زبان اور قلم سے حنفی مذہب کی مدد کرتے تھے۔ طاش کبریٰ زادہ نے سراج ہندی کے بارے میں لکھا ”کان واسع العلم کثیر الاقدام والمہابة“ (۴۳) (ان کا علم بہت وسیع تھا پیش قدمی میں جری تھے جلال و ہیبت والے تھے) اصول فقہ میں متعدد کتابیں تالیف کیں مثلاً: زبدة الاحکام فی اختلاف الائمة الاعلام، اللوامع فی شرح جمع الجوامع، شرح المنار للنسفی فی الاصول، المنیر

الزاهر من الفيض الباهر من شرح المنغى الخبازى فى الاصوليه كتاب ايك جلد ميں ہے اور صاحب تاج التراجم کے مطابق يہ دو جلدوں ميں ہے۔ اور شرح بديع النظام (۴۴)۔

اللوامع شرح جمع الجوامع (۴۵) اس كتاب كى مختصر تفصيل يہ ہے کہ ابونصر قاضى القضاة تاج الدين عبدالوہاب بن علي بن عبدالکافی بن علي بن تمام بن يوسف بن موسى ابن تمام السبكي الشافعي (۷۲۷ھ-۷۷۱ھ / ۱۳۲۷ء-۱۳۶۹ء) نے كتاب ”جمع الجوامع فى اصول الفقه“ تالیف كى۔ سراج الدين ہندی نے اس كتاب كى شرح لکھی اور اس كا نام ”اللوامع“ رکھا۔ ”جمع الجوامع“ ايك بہت مشہور اور اہميت كى حامل كتاب ہے اسی ليے اس پر ۶۰ سے زائد شروح، حواشی، تعليقات وغيرہ لکھے جاتے ہيں۔ جن كى فہرست لکھنے والوں كى تاريخ وفات كى زمنى ترتيب سے موجود ہے (۴۶)۔ جبکہ شرح المنار<sup>للنفسى</sup> (۴۷) ابوالبركات حافظ الدين عبداللہ بن احمد بن محمود النفسى حنفى (متوفى ۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء) نے منار الانوار فى اصول الفقه تالیف كى يہ اصول فقہ پر ايك مشہور و متداول متن ہے۔ اس پر ۳۲ سے زائد شروح، حواشی، حواشی على الشروح، نظم و تعليقات لکھی گئیں۔ جن كى فہرست لکھنے والوں كى تاريخ وفات كى زامانى ترتيب کے مطابق موجود ہے (۴۸)۔ اور سراج الدين الہندی كى شرح ۳۲ شروح ميں سے ساتويں نمبر پر لکھی گئی ہے (۴۹)۔ اور شرح المغنى الخبازى كى مختصر تفصيل يہ ہے انہوں نے جلال الدين ابو محمد عمر بن عمر الخبازى الحنفى (۶۱۰ھ-۶۷۱ھ / ۱۲۱۲ء-۱۲۷۲ء) كى كتاب ”المغنى فى الاصول“ كى شرح لکھی جو دو مجلدات پر ہے اور اس كا نام ”الزاهر من الفيض الباهر من شرح المنغى الخبازى“ رکھا اس كتاب كا آغاز ان كلمات سے ہوتا ہے ”الحمد لله الذى نور قلوب العلماء بنور هدايته و شرح صدورهم بوفور عنابته الخ“ (۵۰) اور ”شرح بديع النظام“ كى مختصر تفصيل يہ ہے: احمد بن علي بن ثعلب، مظفر الدين ابن الساعاتى حنفى (متوفى ۶۹۴ھ/۱۲۹۵ء) نے اصول فقہ ميں كتاب ”بديع النظام“ تالیف كى اس كا دوسرا نام ”نہاية الوصول الى علم الاصول“ ہے۔ يہ ايك بہت اہم كتاب ہے كيونكہ اس ميں ابن الساعاتى نے علامہ آمدى شافعي (متوفى ۶۳۱ھ) كى كتاب ”الاحكام“ اور امام بزدوى حنفى (متوفى ۴۸۲) كى ”اصول البزدوى“ كے طريقوں كو بيجا كر ديا۔ انہوں نے ”الاحكام“ كے طريقہ سے قواعد كليہ كے بيان ميں اور ”اصول البزدوى“ سے جزئى فرعى شواہد ميں مدولى جس كا اظہار خود انہوں نے ”بديع النظام“ كے خطبہ ميں كيا ہے۔

”بديع النظام“ پر ايك شرح سراج الہندی نے بھی لکھی (۵۱) ”بديع النظام“ كى اہميت وافاديت كے پيش نظر اس پر كم از كم سات سات شروح تو ضرور لکھی گئیں جن كى فہرست موجود ہے (۵۲)۔

شیخ یوسف بن جمال حسینی ملتانی حنفی (متوفی ۷۹۰ھ / ۱۳۸۸ء) کے اسلاف میں سے کوئی مشہد سے آکر ملتان میں بس گئے تھے یہ ملتان میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی۔ انہوں نے مولانا جمال الدین رومی سے علم حاصل کیا۔ دارالملک دہلی میں داخل ہوئے تو سلطان فیروز شاہ نے مدرسہ فیروزیہ میں ان کی تقرری کر دی۔ انہوں نے ”منار الاصول للنسفی“ کی شرح لکھی اور اس کا نام ”توجیہ الکلام“ رکھا (۵۳)۔ حدائق الحنفیہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے (۵۴)۔

سعد الدین بن قاضی بدھن بن شیخ محمد القدوائی خیر آبادی (متوفی ۸۰۲ھ / ۱۳۹۹ء) نحو، لغت عربیہ، فقہ اصول و تصوف میں اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے ان کے والد خیر آباد کے قاضی تھے۔ انہوں نے شرح اصول البزدوی (۵۵) اور شرح الحسامی (المنتخب للاخسی کشی) (۵۶) تالیف کیں۔ مختصر تفصیل یہ ہے کہ سعد الدین بن قاضی خیر آبادی نے حسام الدین محمد بن عمر الانحیکشی حنفی (متوفی ۶۴۴ھ / ۱۲۴۷ء) کی کتاب ”المنتخب الحسامی“ پر محمد بن محمد بن مبین ابوالفضل نوری حنفی کی شرح جو انہوں نے ۶۹۴ھ میں تالیف کی تھی اس پر حاشیہ لکھا تھا۔

جہانگیر سید محمد اشرف بن محمد ابراہیم الحسینی السمنانی (متوفی ۸۰۸ھ / ۱۴۰۵ء) آل سمنان میں سے تھے سمنان میں ولادت ہوئی ان کے والد محمد ابراہیم سمنان کے سلطان تھے (۵۷) انہوں نے چودہ برس کی عمر میں معقولات و منقولات کی درست مکمل کر لی تھی ۱۹ برس کی عمر میں اپنے والد گرامی کے قائم مقام کی حیثیت سے سمنان میں ذمہ داریاں سنبھال لیں اور ملکی مہمات میں مشغول ہو گئے ۲۳ برس کی عمر میں یہ ذمہ داریاں اپنے بھائی کے سپرد کر کے ہندوستان، عرب اور عراق کے علماء و مشائخ سے اکتساب فیض کیا۔ فقہ و اصول میں ید طولی رکھتے بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ خیر الدین جو اپنے وقت کے جید علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔ انہوں نے اصول و فقہ کے بعض مسائل پر علمائے وقت سے سوالات کیے تو کسی سے بھی تشفی بخش جواب نہیں پایا شیخ اشرف جہانگیر سے ملاقات کے بعد ان مسائل کی تشریح چاہی تو انہوں نے ان مسائل کی تشریح اس طرح کی کہ شیخ خیر الدین کو پوری تسلی ہو گئی اور وہ اسی وقت شیخ جہانگیر اشرف کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے اور بعد میں ان کے اجل خلفاء میں شمار ہوئے (۵۸)۔ انہوں نے کتاب ”الفصول“ تالیف کی جو اصول میں ایک مختصر ہے (۵۹)۔

ابوالقاسم احمد بن عمر الزوالی، دولت آبادی، قاضی شہاب الدین بن شمس الدین الھندی (متوفی ۸۴۹ھ



۱۴۳۵ھ) کی ولادت ونشونما دولت آباد میں ہوئی اور جون پور میں انتقال ہوا۔ سلطان ابراہیم شرقی کی مسجد اور مدرسہ کے جنوبی جانب مدفون ہیں۔ دہلی آکر اس عہد کے ممتاز علماء مثلاً قاضی عبدالمتقن اور مولانا خواجگی دہلوی وغیرہ سے مختلف قسم کے علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی۔ پھر دہلی کو خیر آباد کہہ کر سلطان ابراہیم شرقی کی دعوت پر جون پور پہنچے سلطان نے ان کی بڑی تعظیم و توقیر کی اور قاضی القضاة کے عہدہ پر مامور کیا۔ اپنے زمانے کے صوفی بزرگ اور اصولی حضرت سید اشرفؒ جہانگیر سمنانی جو اصول فقہ میں کتاب ”الفصول“ کے مصنف تھے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے شیخ سید اشرفؒ جہانگیر نے ان کے علم و فضل کی بڑی قدر دانی کی (۶۰) وہ علوم عقلیہ و نقلیہ میں نابغہ روزگار اور اپنے زمانے کے جید عالم تھے۔ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں شرح و تعلیقہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ نزہۃ الخواطر میں اس طرح مذکور ہے: ”ولہ شرح شرح البزدوی فی اصول الفقہ الی مبحث الامر صنفہ للشیخ محمد بن عیسیٰ الجونیپوری“ (۶۱) (اور انہوں نے اصول فقہ میں امر کی بحث تک بزدوی کی شرح لکھی جسے شیخ محمد بن عیسیٰ جون پوری (متوفی ۸۷۰ھ) کیلئے تصنیف کیا تھا) شیخ محمد بن عیسیٰ کے حالات زندگی ”نزہۃ الخواطر“ ج ۳، ص ۱۳-۱۱۲ پر موجود ہیں اس کا ایک خطی نسخہ عبدالکلام آزاد کے پاس تھا اور اب شاید وہ نسخہ مکتبہ آزاد علی گڑھ میں ہو (۶۲)۔

ابوالفضائل سعد الدین عبداللہ بن عبدالکریم دہلوی حنفی (متوفی ۸۹۱ھ/۱۴۸۵ء) اپنے زمانے کے جید عالم، اصولی اور محقق تھے۔ انہوں نے کتاب ”افاضۃ الانوار فی احصائۃ اصول المنار فی اصول الفقہ“ تالیف کی (۶۳) یہ ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی حنفی (متوفی ۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء) کی کتاب ”المنار“ کی شرح ہے۔ المنار پر لکھی جانے والی ۳۲ سے زائد شروح وغیرہ میں لکھنے والوں کی تاریخ وفات کی زمری ترتیب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ ”المنار“ کی سولہویں شرح ہے (۶۴)۔ مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں: ”اسی طرح ساتویں اور آٹھویں صدی کے درمیان دلی کے عالم مولانا سعد الدین محمود بن محمد کا تذکرہ پاتے ہیں جن کی تالیفات میں منار کی شرح ”افاضۃ الانوار“ کا ذکر کیا جاتا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندی نصاب میں اصول فقہ کا یہ مشہور متن یعنی ”المنار لنسفی“ بھی داخل تھا بعد کو اسی کی بہترین شرح ملا جیون ہندی نے ”نور الانوار“ کے نام سے لکھی جو مصر میں بھی چھپ چکی ہے“ (۶۵)۔ مناظر احسن گیلانی کے بیان سے مندرجہ ذیل باتیں عیاں ہوتی ہیں:

- ۱۔ دلی کے عالم کا نام سعد الدین محمود بن محمد تھا اور ”نزہۃ الخواطر“ میں بھی یہی نام مذکور ہے (۶۶)۔ جبکہ اسلمعیل ہاشمی اور المرائی نے ان کا نام سعد الدین عبداللہ بن عبدالکریم دہلوی بتایا ہے۔

۲۔ ان کا زمانہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے درمیان کے ہے جبکہ اسماعیل باشا اور المرائی نے ان کا تاریخ و وفات ۸۹۱ھ یعنی نویں صدی ہجری بتایا ہے۔ ”نزهة الخواطر“ میں ان کی تاریخ ولادت و وفات بیان کئے بغیر آٹھویں صدی ہجری کے علماء میں ان کا ذکر کیا اور پھر دوسری جگہ دوبارہ ذکر کیا تو تاریخ و وفات ۸۹۱ھ ذکر کی۔

۳۔ انہوں نے کتاب ”افاضة الانوار“ تالیف کی جو منار کی شرح ہے جبکہ اسماعیل باشا اور المرائی کے مطابق انہوں نے ”افاضة الانوار فی اضاءة اصول المنار“ تالیف کی۔

ہوسکتا ہے کہ لکھنے والوں میں سے کسی کو سہو ہو گیا ہو اور کتابت کی غلطی سے ”افاضة“ کے بجائے ”افافة“ لکھا گیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دو الگ الگ شخص ہوں جن کا زمانہ اور شرح کے نام مختلف ہوں مگر دونوں کا تعلق دلی سے ہو۔ واللہ اعلم

علاء الدین الہ داد بن عبداللہ جو پوری حنفی (متوفی ۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء) ہندوستان میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی اور ان کا شمار افاضل علماء میں ہوتا تھا۔ سلطان سکندر لودھی کے زمانے سے آپ کا تعلق تھا مولانا الہ داد جو پور کے مشہور علماء میں سے تھے فقہ پر متعدد کتابیں لکھیں سلطان سکندر لودھی خود ان کے مکان پر ملاقات کے لیے گیا تھا (۶۷)۔ انہوں نے شرح اصول البردوی تالیف کی (۶۸) اور حاشیہ علی اصول الشاشی لمسمی ”فصول الغواشی“ لکھیں۔ فصول الغواشی کے مختلف مکتبوں میں نسخے موجود ہیں مکتبہ راجھستان ٹونک ہند میں ۸۶ (ت/۸۸۲) اور ۸۷ اور ۸۸ پر بھی موجود ہے (۶۹)۔

شیخ وجیہ الدین بن نصر اللہ عماد الدین گجراتی (متوفی ۹۹۸ھ/۱۵۹۰ء) مشرقی گجرات کے قدیمی شہر چانپا نیر میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک جید عالم اور اصولی تھے۔ احمد آباد میں ایک عرصہ تک خلق خدا کو تعلیم دینے میں مشغول رہے اور متعدد درسی کتب پر حاشیے اور شرحیں لکھیں وہ اپنے مدرسے کے وسط میں مدفون ہیں بدایونی کے مطابق شاید ہی کوئی درسی کتاب، چھوٹی یا بڑی ہوگی جس کی انہوں نے شرح یا حاشیہ نہ لکھا ہو (۷۰)۔ انہوں نے ”اصول بزدوی“ پر حاشیہ اور ”شرح التلویح“ پر حاشیہ لکھا تھا (۷۱)۔ سبحة المرجان میں ”حاشیة التلویح“ کا ذکر ہے (۷۲)۔ سید ابو ظفر ندوی نے اس حاشیہ علی التلویح کے ابتدائی کلمات، کتابت اور اس میں شیخ وجیہ کے اسلوب بیان کو مختصراً بیان کیا ہے۔ تصنیف کے تقریباً سوا سو سال کے بعد ۱۱۲۰ھ میں اس کی کتابت ہوئی اس کی ابتداء ان جملوں سے ہوتی ہے: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رب یسر وتمم بلخیر۔ الحمد لله رب العلمین والصلوة علی خیر خلقه محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ اور اختتامی جملہ یہ ہے ہذا اخر الكتاب بعون الملک الوهاب والحمد لله علی اتمامه انه ولی

التوفيق وبسبب ازمة التحقيق - طلبہ کی آسانی کے لیے انداز سہل رکھنے کی بھرپور کوشش نظر آتی ہے۔ مثلاً حقیقت و مجاز کی بحث میں جہاں صاحب تلوح نے لکھا فقہیہ نظر، اس نظر کے پیچیدہ مطالب کو شیخ وجیہ حاصل النظر کے عنوان سے بہت سہل عبارت میں تحریر فرماتے ہیں اور پھر اس نظر کا جو جواب دیا جاتا ہے اس کو تحریر کرنے کے بعد حاصل الجواب کے عنوان سے اس کی تشریح فرماتے ہیں۔ سید شریف جرجانی کا اس پر اعتراض نقل کر کے پھر اپنا جواب تحریر فرماتے ہیں (۷۳)۔ مظہر بقائے زبید احمد کے حوالے سے لکھا کہ انہوں نے حاشیہ علی الشرح العضدی علی المختصر لابن حاجب بھی تالیف کیا (۷۴)۔

شیخ ابوبکر قریشی حنفی اکبر آبادی دسویں صدی ہجری کے فقیہ اور اصولی تھے سلطان سکندر بن بہلول کے زمانے میں آگرہ آکر رہائش اختیار کر لی تھی۔ ”نزهة الخواطر“ میں اس طرح مذکور ہے: ”وشرح علی اصول البزدوی“ (۷۵) (اور انہوں نے اصول البزدوی کی شرح لکھی)۔

### خلاصہ بحث

برصغیر میں اسلام کے آغاز کی کئی تاریخی روایات بیان کی گئی ہیں ان میں یہ بات مشترک ہے کہ اسلام کے آغاز کے آثار عہد رسالت میں نظر آتے ہیں۔ متعدد صحابہ کرام بھی تشریف لائے۔ ملتان و سندھ اسلامی ثقافت کے مرکز رہے۔ ابتدائی کئی صدیوں تک بالواسطہ یا بلاواسطہ یہاں عربوں کی حکومت رہی۔ مگر بعد میں نو سو برس تک اکثر ایسے حکمران برسر اقتدار رہے جن کی زبان فارسی تھی یا وہ اس زبان سے متاثر تھے۔ اور پھر یہاں کے لوگوں کے روابط عربی بولے جانے والے ممالک سے اتنے زیادہ نہیں رہے جتنے شمالی افریقہ اور ماوراء النہر کے لوگوں کو میسر آئے مگر کچھ ایسے حکمران بھی آئے جنہوں نے علوم دینیہ اور بلخصوص فقہ و اصول الفقہ میں دلچسپی لی۔ اصول فقہ کی تدوین کی تاریخ پہلی صدی ہجری کے آخری دو عشروں سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن دوسری صدی ہجری سے لیکر ۶۴۴ھ تک کے وہ اصولیین جن کا تعلق برصغیر سے تھا ان کی اصول فقہ پر کتابوں کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہو سکیں۔ اور صرف اکیس کتابوں کے بارے میں پتہ چل سکا ان میں سے بھی کچھ ناپید ہیں۔ جس سے بظاہر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ صفی الدین شافعی (متوفی ۱۵۷ھ) برصغیر کے وہ پہلے اصولی تھے جنہوں نے اصول فقہ پر عربی زبان میں نہ صرف شاہکار کتابیں لکھیں بلکہ عربی اور عجمی شاگردوں کی ایسی جماعت تیار کی جو علم اصول فقہ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ کتابوں کی اطلاع نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ برصغیر کے علمی مراکز میں اصول فقہ پر تصنیف و تالیف کا کام نہیں ہوا ہوگا۔ بلکہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ اصول فقہ پر تحریری مواد حوادث زمانہ کی نظر ہو گیا۔

## حواشی و حوالہ جات

- ۱- تحقیقات اسلامی - جنوبی ہند میں اسلام کا تعارف، یاسمین شبنم شیروانی، علی گڑھ: پان والی کوٹھی اکتوبر ۲-۱۹۸۵ء ص: ۵۳۔
- ۲- روز نامہ جنگ کراچی، ڈاکٹر قدیر خان، مضمون ”بھوپال کیرالہ اور شق القمر“ بروز بدھ، ۱۶ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ، ۳ مارچ ۲۰۱۰ء ص: ۷، اس کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ راجہ بھوج یا بھوجپال نے شق القمر ہوتے دیکھا تو اس واقعہ کی تحقیق کے لیے لوگوں کو ادھر ادھر بھیجا جو شخص عرب پہنچا اس نے واپس آ کر شق القمر کی تفصیلات بتائیں۔ راجہ نے کچھ تحائف جن میں پان کے پتے بھی شامل تھے۔ رسول اکرم کی خدمت (غالباً اپنے بیٹے ماتا دین کے ہاتھ) بھیجے جس پر آپ انے پان کو دافع برص و جزام قرار دیا۔ آنے والا شخص (غالباً شہزادہ مع وفد) مسلمان ہو گیا۔ ہندوستانی شہزادے کا نام محی الدین رکھا گیا اور ان کا نکاح ایک صحابی کی بیٹی سے ہوا۔ اس نے ہندوستان واپسی آنے پر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ رسول اکرم انے واپسی پر ایک صحابی رسول حضرت عبداللہ ص کو بھی شہزادہ کے ساتھ روانہ فرمایا۔ راجہ بھوج ان صحابی رسول کی فراست کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا (واللہ اعلم)۔
- ۳- حوالہ سابق آج بھی یہ مسجد ہندوستان کے قصبہ ڈنگوریا کے قرب وجوار میں ایک ساحل سمندر کے قریب ہے۔
- ۴- تحقیقات اسلامی ”برصغیر میں اشاعت اسلام“ محمد یسین مظہر صدیقی، علی گڑھ: پان والی کوٹھی جنوری۔ مارچ ۱-۱۹۸۷ء ص: ۵۶-۵۷، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ راجہ پیروں کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ دوسری صدی ہجری کا ہے اس کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت جو لڑکا جا رہی تھی جو پیروں کے یہاں ٹھہری وہ ان سے بہت متاثر ہوا اور عرب جانے کا ارادہ ظاہر کیا اور روانہ ہو گیا وہاں پہنچ کر بیمار پڑ گیا نچنے کی امید نہ رہی تو اپنے ساتھیوں کو زمینیں عطا کیں اور مالابار واپس جا کر مساجد بنانے کی ہدایت دی اور پھر وہ انتقال کر گیا مزید دیکھیے تحقیقات اسلامی ”مالابار میں اسلام“ احتشام احمد ندوی۔ مدیر سید جلال الدین عمری علی گڑھ: پان والی کوٹھی اپریل۔ جون ۲۰۰۵ء جلد: ۲۴، شمارہ ۲، ص: ۷۳-۷۲۔
- ۵- برصغیر پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، اشتیاق حسین قریشی، کراچی، کراچی یونیورسٹی، شعبہ تصنیف و تالیف (۱۹۹۹ء) مترجم ہلال احمد زبیری، ص: ۱۔
- ۶- فتوح البلدان، امام ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری (متوفی ۲۷۹ھ) بیروت، دارالکتب العلمیہ ۲۰۰۰ء۔ ۱۴۲۰ھ ص: ۲۵۷۔
- ۷- برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، محمد اسحاق بھٹی۔ لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۹۴ء، ص: ۴۱-۴۳ اسحاق بھٹی نے ان پچیس صحابہ کرام کے اسماء گرامی کی فہرست بیان کی ہے جو برصغیر تشریف لائے۔
- ۸- برصغیر میں صحابہ کی آمد، اکبر علی قادری، لاہور، طہ پبلشرز ۲۰۰۴ء، ص: ۱۱۹۔
- ۹- برصغیر پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، اشتیاق حسین قریشی، دیباچہ ”م“
- ۱۰- نقوش سلیمانی، سید سلیمان ندوی، لاہور اردو اکیڈمی سندھ ۱۹۶۷ء، ص: ۲۵۴۔

- ۱۱۔ ایضاً۔
- ۱۲۔ ایضاً، ص: ۲۵۴۔
- ۱۳۔ ایضاً۔
- ۱۴۔ ایضاً، ص: ۵۴۴۔
- ۱۵۔ بر عظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، اشتیاق حسین قریشی، ص: ۴۸۔
- ۱۶۔ ایضاً۔
- ۱۷۔ نقوش سلیمانی، سید سلیمان ندوی، ص: ۲۵۶۔
- ۱۸۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، خلیق احمد نظامی لاہور، نگارشات ۱۹۹۰ء، ص: ۱۱۳۔
- ۱۹۔ نزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر، عبدالحی بن فخر الدین الحسنی (متوفی ۱۳۳۱ھ) ہند، رائے بریلی مکتبہ دار عرفات ۱۹۹۱ء-۱۴۱۲ھ ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ۱۳۴۱۔
- ۲۰۔ ایضاً، ص: ۱۸۰۔
- ۲۱۔ ایضاً، ص: ۱۸۳۔
- ۲۲۔ ایضاً، ص: ۲۳۳۔
- ۲۳۔ ایضاً، ص: ۲۳۸۔
- ۲۴۔ ایضاً، ص: ۲۳۹۔
- ۲۵۔ ایشیا کے اردو مجموعہ ہائے فتاویٰ۔ مجیب احمد۔ اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن ۲۰۱۱ء، ص: ۳۱۔
- ۲۶۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، سید مناظر احسن گیلانی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ (سنہ ۲۰۱۱ء)۔
- ۲۷۔ التحصیل من المحصول، سراج الدین ابوالثانی محمود بن ابوبکر بن حامد بن احمد الارموی شافعی (۵۹۴ھ-۶۸۲ھ) بیروت، مؤسسہ رسالہ ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸ء، اس پر عبدالحمید علی ابوزنید کا تحقیقی مقدمہ دیکھئے۔
- ۲۸۔ الفتح المبین فی طبقات الاصولیین، عبداللہ المصطفیٰ المرانجی، بیروت، محمد امین درج (سنہ ۱۱۸۲ھ)۔
- ۲۹۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، سید مناظر احسن گیلانی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ (سنہ ۲۰۱۱ء)۔
- ۳۰۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، عہد رسالت مآب اتا عصر حاضر فاروق حسن کراچی، دارالاشاعت ۲۰۰۶ء، ص: ۳۷۳، ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، محمد بن علی الشوکانی (۱۱۷۳ھ-۱۲۵۰ھ) قاہرہ دارالکتبی (سنہ ۲۰۱۱ء) تحقیق ڈاکٹر محمد شعبان، ۲۰۱۱ء، اور تحقیقی مقدمہ، ۳۴۱۔
- ۳۱۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مصطفیٰ بن عبداللہ القسطنطنی الرومی الحنفی، ملا کاتب الحلیمی، حاجی خلیفہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) بیروت، دارالفکر ۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲ء، ۱۹۱۹/۲، ہدیۃ العارفین فی اسماء المؤلفین و آثار المصنفین، اسماعیل باشا بغدادی (متوفی ۱۳۳۹ھ) بیروت دارالفکر ۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲ء، ۱۴۳۶، الدرر الکامنہ فی اعیان الممانۃ الثامنہ، احمد بن علی بن محمد بن علی بن احمد الکلانی ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) بیروت،

- دارالکبیر (سنہ ۱۴۰۲-۱۵، الفتح المبین فی طبقات الاصولیین، عبداللہ المصطفیٰ المراغی، بیروت، محمد امین (سنہ ۱۱۶۲-۱۱۵)۔
- ۳۲۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، سید مناظر احسن گیلانی، لاہور، مکتبہ رحمانیہ (سنہ ۱۳۷۱-۲۷)۔
- ۳۳۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ۱۳۲۲-۱۳۳-۱۳۳۔
- ۳۴۔ ایضاً، ج: ۲، ص: ۷۲۔
- ۳۵۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ ۴۹۹/۱۔
- ۳۶۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، سید مناظر احسن گیلانی، ۱۳۶۱/۱۔
- ۳۷۔ حدائق الحنفیہ۔ مولوی فقیر محمد جہلمی کراچی: مکتبہ ربیعہ (سنہ ۱۳۳۲-۳۳۱)۔
- ۳۸۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ۱۶۸/۲۔
- ۳۹۔ تذکرۃ المصنفین، محمد حنیف گنگوہی کراچی میر محمد کتب خانہ (سنہ ۱۳۱۹)۔
- ۴۰۔ حدائق الحنفیہ۔ مولوی فقیر محمد جہلمی ص: ۳۳۲-۳۳۱۔
- ۴۱۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، خلیق احمد نظامی لاہور، نگارشات ۱۹۹۰ء، ص: ۳۳۳ کا حاشیہ۔
- ۴۲۔ اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، محمد مظہر بقا کراچی، بقا پبلیکیشنز (۱۹۸۶ء) ص: ۱۷۳۔
- ۴۳۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، سید مناظر احسن گیلانی، ۲۷/۱۔
- ۴۴۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ج: ۲، ص: ۹۷-۹۸، الفتح المبین، عبداللہ المصطفیٰ المراغی، ۱۸۸/۲، ۱۶۵، کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ۱۹۹/۲، ہدیۃ العارفین فی اسماء المؤلفین و آثار المصنفین، اسماعیل باشا بغدادی (متوفی ۱۳۳۹ھ) بیروت، دار الفکر ۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲ء، ۹۰/۵۔ تاج التراجم فی طبقات الحنفی، زین الدین قاسم بن قطلوبغا (متوفی ۸۷۹ھ) بغداد، مکتبہ المثنیٰ ۱۹۶۲ء، ص: ۴۸-۴۹۔
- ۴۵۔ ہدیۃ العارفین، اسماعیل باشا بغدادی، ۷۹۰/۵، الفتح المبین، عبداللہ المصطفیٰ المراغی، ۱۸۸/۲۔
- ۴۶۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن، ص: ۴۴۷-۴۵۵۔
- ۴۷۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ۷۹۰/۲، الفتح المبین، عبداللہ المصطفیٰ المراغی، ۱۸۸/۲۔
- ۴۸۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، ص: ۳۹۳۔
- ۴۹۔ ایضاً، ص: ۴۰۳۔
- ۵۰۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ۴۹۹/۲، ہدیۃ العارفین، اسماعیل باشا بغدادی، ۷۹۰/۵، الفتح المبین، عبداللہ المصطفیٰ المراغی، ۱۸۸/۲۔
- ۵۱۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ۱۹۹/۲۔
- ۵۲۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن، ص: ۳۹۲-۳۹۳۔
- ۵۳۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ۱۸۲/۲-۱۸۳۔

- ۵۴۔ حدائق الحنفیہ۔ فقیر محمد جہلمی کراچی: مکتبہ ربیعہ (سندھ) ص: ۳۲۶۔
- ۵۵۔ ہدیۃ العارفین، اسماعیل باشا بغدادی، ۳۸۵/۵۔ اس میں ان کی تاریخ وفات ۸۸۲ھ مذکور ہے۔ حدائق الحنفیہ، فقیر محمد۔ لکھنؤ، مطبع نامی کشور ۱۲۹۷ھ، نویں صدی ہجری کے فقہاء۔ معجم الاصولیین، محمد مظہر بقا، مکتبہ المکرمہ جامعہ ام القری ۱۲۱۲ھ، ۲/۱۱۹۔
- ۵۶۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ۳/۶۰-۶۱ اس میں بھی ان کی تاریخ وفات ۸۸۲ھ مذکور ہے۔
- ۵۷۔ بزم صوفیہ، سید صباح الدین عبدالرحمن، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن ۱۹۹۰ء، ص: ۳۳۹۔
- ۵۸۔ ایضاً، ص: ۴۵۲-۴۵۳۔
- ۵۹۔ معجم الاصولیین، محمد مظہر بقا، ۲۷۵/۱، نزہۃ الخواطر، ۳/۱۶-۱۵، اس میں ان کی تاریخ وفات ۸۸۰ھ مذکور ہے۔
- ۶۰۔ بزم صوفیہ، سید صباح الدین عبدالرحمن، ص: ۴۳۶-۴۳۷۔
- ۶۱۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ۱۱۶۷/۵ اس میں ان کی تاریخ وفات ۸۲۸ھ مذکور ہے۔ معجم الاصولیین، محمد مظہر بقا، ۱۸۱/۱ (۱۳۱)، ۱۳۵/۲ (۳۷۰)۔ معجم المؤلفین تراجم مصنفی الکتب العربیہ، عمر رضا کمال، دمشق، المکتبہ العربیہ ۱۳۷۶ھ-۱۹۵۷ء، ۳۹/۴، نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ۳/۳۔
- ۶۲۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ۳/۱۶۔
- ۶۳۔ ہدیۃ العارفین، اسماعیل باشا بغدادی، ۴۷۰/۵، الفتح المبین، عبداللہ المصطفیٰ المراغی، ج ۲/۶، فن اصول فقہ کی تاریخ فاروق حسن، ص: ۵۳۳۔
- ۶۴۔ فن اصول فقہ کی تاریخ، فاروق حسن کراچی، ص: ۴۰۴۔
- ۶۵۔ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، سید مناظر احسن گیلانی، ۱۳۷۱۔
- ۶۶۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحی بن فخر الدین الحسنی، ۲/۱۶۱، ۳/۱۳۰۔
- ۶۷۔ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات، خلیق احمد نظامی لاہور، نگارشات ۱۹۹۰ء، ص: ۴۵۹-۴۵۸۔
- ۶۸۔ سبحة المرجان فی اثار ہندوستان، غلام علی مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۳ھ، ص: ۳۴۔
- ۶۹۔ معجم الاصولیین، محمد مظہر بقا، ۴۹۴/۱۔ نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ۴/۳۸۔ تذکرۃ المصنفین، محمد حنیف گنگوہی، میر محمد کتب خانہ کراچی، (سندھ) ص: ۲۱۵-۲۱۷۔
- ۷۰۔ رود کوثر، شیخ محمد اکرم، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۷۹ء، ص: ۳۹۳-۳۹۴۔
- ۷۱۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ۴۹۴/۱، نزہۃ الخواطر، عبدالحی، ۴/۳۲۳-۳۲۴۔ تذکرۃ المصنفین، محمد حنیف گنگوہی، میر محمد کتب خانہ کراچی، (سندھ) ص: ۲۱۵-۲۱۷۔
- ۷۲۔ سبحة المرجان فی اثار ہندوستان۔ غلام علی مطبوعہ بمبئی ۱۳۰۳ھ، ص: ۴۵۔
- ۷۳۔ معارف، شاہ وجیہ الدین علوی ج: ۳-۳۱، مارچ ۱۹۳۳ء، ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ اعظم گڑھ دار المصنفین، ص: ۲۱۲ اور دیکھیے: معارف شمارہ: فروری ۱۹۳۳ء، ص: ۱۱۲۔

۷۴۔ اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ، محمد مظہر بقا، ص: ۱۷۴۔

۷۵۔ نزہة الخواطر، عبدالحی، ۲/۱۰۰-۹۔